



## مسلم لڑکیوں کی تعلیم کے تیش تحفظات

واقفیت اور لاشعوری کی بنا پر دیکھنے کو ملتی ہے۔ کئی ایسے گھرانے جو اپنے آپ کو کلمہ مذہبی گراں دہستے ہیں یا یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ اسلامی قوانین کی پابندی کرنے والے ہیں وہ لڑکیوں کے معاملہ میں سراسر جاہلیت کا ثبوت دیتے ہیں اور گھر کی حد تک اپنی بچیوں کا ناظرہ قرآن اور چند دینی امور کی تعلیم دے کر سمجھتے ہیں کہ انہوں نے دنیاویوں کی تعلیم و تربیت کی ذمہ داری عمل کر لی ہے۔

عام طور پر یہ بات دیکھنے کو ملتی ہے کہ وہ گھرانے جہاں لڑکیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں یا JOB لگ کر رہی ہیں وہ یا تو اپنی گھر بیٹے معاشی مجبور یوں کی بنا پر ہوتا ہے یا پھر رشتہ کے معاملہ میں دیر ہو گئی ہے تو اس وقت تک لڑکی کو اجازت دے دی جاتی ہے کہ وہ شادی کے معاملات طے پانے تک اپنا شوق پورا کر لے۔

لڑکیوں کے اعلیٰ تعلیم کے حصول میں مانع ایک اور اہم وجہ یہ بھی ہے کہ جتنی بھی والدہ محترمہ یا عین اپنے بیٹوں کے لئے لڑکی کی تلاش میں لگتی ہیں تو خوبصورت، کم عمر اور کم تعلیم یافتہ ان ماؤں کی اولین ترجیح ہوتی ہے کیونکہ ان خواتین کا خیال ہوتا ہے کہ کم عمر اور کم پڑھی لکھی لڑکیاں بہت جلد سسرال کے ماحول میں ایڈجسٹ ہو جاتی ہیں لیکن اس پہلو پر وہ بالکل غور نہیں کرتی کہ کم پڑھی لکھی لڑکیاں ان کی آنے والی نسل کی سطح تربیت نہیں کر سکتیں۔ اگر لڑکی کی عمر زیادہ ہے یا کوئی لڑکی پوسٹ گریجویٹ یا PhD حاصل کئے ہوئے ہو تو صرف اس بنا پر اس بات سے سمجھوتہ کیا جاتا ہے کہ آنے والی لڑکی ملازمت کر کے سسرال کے معاشی مسائل کے حل کا مستقل ذریعہ بنے گی۔ کچھ لڑکیاں جو پڑھنے کی بہت زیادہ شوقین ہوتی ہیں شادی کے بعد بھی اپنے شوق کو بائیس پائیس اور اگر ساس سسرور خاص کر شوہر اور لڑکی کے اس شوق کی قدر کرنے والے ہوئے تو لڑکیوں کو اپنی تعلیم مکمل کرنے میں بہت آسانی ہو جاتی ہے لیکن سبھی آس پڑوس میں رہنے والی خواتین اور دیگر رشتہ داروں کے بہو کی تعلیم حاصل کرنے پر اعتراضات شروع ہو جاتے ہیں اور آہستہ آہستہ شوہر و ساس کو اس بات پر افسانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ وہ بہو کی تعلیم بند کرنا کر اسے گھر بٹھا لیں۔ ضروری نہیں کہ ہر لڑکی کے سسرال میں یہ صورتحال ہو لیکن یہ حقیقت ہے کہ مسلمانوں میں بیشتر گھرانے ایسے ہیں جو اس بات کے حق میں نہیں ہوتے کہ ان کی بہو کا کچھ یا یونیورسٹی جا کر تعلیم حاصل کرے۔

کئی دفعہ شادی سے قبل شوہر اور اس کے گھر والوں کی لڑکی کے سامنے ایسی تصویر کشی کی جاتی ہے کہ بہت ساری لڑکیاں سسرال میں قدم رکھنے سے پہلے ہی اپنے سارے ارمان اور خواب مانگنے میں ہی چھوڑ جاتی ہیں اور وہ لڑکیاں جو اپنی تعلیم کو لے کر بہت زیادہ سنجیدہ اور حساس ہوتی ہیں انہیں شادی کی بنا پر اپنی تعلیم اور شادی چھوڑنی پڑے تو اس بات کا سب سے بڑا امداد وہ اپنے شوہر اور اہل سسرال کو سمجھتی ہیں۔

والدین اپنی لڑکیوں کو اعلیٰ تعلیم دلانے پر اس لئے بھی آمادہ نہیں ہوتے کیونکہ پھر ان کی تعلیمی قابلیت کے مطابق رشتہ طے میں دشواری ہوتی ہے اور اگر انہیں اعلیٰ تعلیم یافتہ لڑکیوں کی شادی کم تعلیم یافتہ لڑکوں سے کر دی جاتی ہے تو یہ بات آگے بہت سارے مسائل کا سبب بنتی ہے، شوہر اور بیوی کے درمیان ذہنی ہم آہنگی نہیں ہو پاتی، شوہر ہر وقت ایک احساس کمتری کا شکار ہوتا ہے یا پھر بیوی کی جانب سے شوہر کے کم پڑھا لکھا

امی مجھے ابو سے حیدر آباد جانے کی اجازت دلو اوریں پلیز صرف ایک ہفتہ رہ گیا ہے میرے Entrance exam کو، جو اب میں امی مجھے دو منٹ گھورتی رہیں پھر غصہ سے کہا تمہیں یہ اچانک بزنلزم کرنے کا بیجوت کیوں سوار ہو گیا ہے، تمہیں آگے پڑھنے کی اجازت دے رہے ہیں کیا یہ کافی نہیں؟ سیکس کی کسی یونیورسٹی میں داخلہ لو اور اپنا بی بی مکمل کرو۔ پرائی میں ایک مہینہ سے تیاری کر رہی ہوں صرف امتحان تو کھٹنے دیں، ایڈیشن لےنا ہے یا نہیں وہ بعد میں طے کریں گے۔ دیکھو امرین تمہارے ابو تمہیں گھر سے اتنی دور بھی نہیں بھیجیں گے، نہ داخلہ امتحان دینے کے لئے اور نہ اس کے بعد دو سال تک تمہیں ہاسٹل میں رہنے کے لئے اجازت دیں گے لہذا بہتر یہی ہے کہ تم یہ ضد چھوڑ دو۔ امتحان سے قبل تقریباً ایک ہفتہ امرین کی

اپنے گھر کے ہر بڑے کی محنت سہاوت کرتے گزر گئی کہ کوئی اسے ابو سے اجازت دلو اوریں۔ امرین کے بہت اصرار پر آئی نے ابو سے بات کرنے کی کوشش بھی کی لیکن ابو نے سختی سے منع کر دیا اس طرح دیکھتے دیکھتے ایک ہفتہ گزر گیا اور امتحان کی تاریخ بھی گزر گئی۔ تقریباً دو تین دن امرین غصہ، ناراضگی اور رونے دھونے میں لگی رہی اور جب غصہ ختم ہوا تو اس اعلان کے ساتھ کاسے آگے پڑھنا ہی نہیں ہے۔۔۔!

یہ ایک امرین کی کہانی نہیں ہے، مسلمان گھروں کی ایسی کئی لڑکیاں ہیں جو اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے بہت زیادہ پرمشورہ رہتی ہیں اور اپنے تئیں ہر ممکن کوشش بھی کرتی ہیں کہ اپنے خواہوں کو پورا کر لیں لیکن کئی ایسے ذاتی، سماجی و معاشرتی مسائل ہوتے ہیں کہ یا تو وہ اپنے خواہوں سے سمجھوتہ کر لیتی ہیں یا غصہ میں آکر مکمل طور پر پڑھائی سے ہی قطع تعلق کر لیتی ہیں۔ یہ نہایت خوش آئند بات ہے کہ ہاشمی کی یہ نسبت آج مسلمانوں میں اپنی لڑکیوں کو تعلیم دلوانے کے رجحان میں اضافہ ہوا ہے لیکن آج بھی لڑکیوں کی تعلیم کے معاملے میں وہ دلچسپی، خوشی اور سرگرمی والدین یا لڑکیوں کے سرپرستوں کی جانب سے دیکھنے کو نہیں ملتی جو کہ لڑکوں کے معاملہ میں نظر آتی ہے۔

مسلمان لڑکیوں کی تعلیم سے دوری کی کئی وجوہات ہیں جن میں سرفہرست والدین اور گھر والوں کا عدم تعاون ہے یا ایک طرح سے اپنے گھر والوں کی مخالفت کہیں تو غلط نہ ہوگا۔ والدین اپنی بیٹیوں کے معاملہ میں بہت زیادہ حساس ہوتے ہیں اس لئے وہ والدین جو کچھ حد تک تعلیم کی اہمیت سے واقف ہوتے ہیں زیادہ سے زیادہ اپنی بیٹیوں کو گریجویٹ تک تعلیم دلوا کر ان کی شادی کی فکر کرنے لگتے ہیں اور کچھ والدین جو سرے سے لڑکیوں کی تعلیم کے حق میں نہیں ہوتے یا یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم ان کی بے راہ روی کا سبب ہوگی، ان کی اولین ترجیح اپنی بیٹیوں کے شادی کے فرض سے سکھدش ہونے کی رہتی ہے۔

والدین کے عدم تعاون کی سب سے بڑی وجہ تعلیم کی ضرورت و اہمیت سے ان کی نا

ہونے کا احساس دلانا یا اس بات کے طبع دینا، یہ امور آخر کار ایک ناختم ہونے والی سنگین صورت حال اختیار کر لیتے ہیں۔

مسلمان گھرانوں میں موجود معاشی مسائل بھی ایک اہم وجہ ہے جس کی بنا پر والدین لڑکیوں کی تعلیم کو زیادہ ترجیح دیتے ہیں۔ ان کا صرف یہ یقین ہوتا ہے کہ جتنی بھی بیعت پونجی ہے اسے خرچ کر کے لڑکوں کو تعلیم دلا دیں تو وہ ان کے بڑے سہارے بن سکیں گے۔ دیہاتوں اور گاؤں میں رہنے والی طالبات اور والدین کے لئے یہ بھی مسئلہ ہوتا ہے کہ وہاں کی سطح پر اچھے اور معیاری اسکول اور کالجس موجود نہیں ہوتے اور والدین اپنی بیٹیوں کو ہاسٹل میں رکھ کر تعلیم دلانے کی ہمت نہیں کر پاتے اور ایک حد تک ان کا یہ خوف بھانجی ہے کیونکہ وہ اپنی بیٹیوں کو ہاسٹل بھیجے سے پہلے ہندوستانی والدین کو عائشہ بی بی کی یاد ضرور آتی ہے (ایک 19 سالہ نرو کالج، دہلی فارمی سال اول کی طالبہ جس کی عمر 27 دسمبر 2007 کو برہنہ حالت میں اپنے ہاسٹل کے ہاتھ روہم میں حاصل ہوئی) اور آج تک حکومت ہند کا قانون ہنداس کے ماں باپ کو انصاف نہیں دلا سکا۔ ایسی ہی مثالیں ہیں جو ماں باپ کو اپنی بیٹیوں کو اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے ہاسٹل بھیجنے سے روکتی ہیں۔

بعض دفعہ جب ماں باپ لڑکیوں کی تعلیم کے لئے تیار ہوتے ہیں تو بھائیوں کی غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ ان کی بہنیں ان سے زیادہ تعلیم حاصل کریں یا پھر گھر سے دور ہاسٹل میں رہیں، بہنوں کا گھر سے باہر جانے اور یونیورسٹی جانے کے مقصد سے لگنا بھی ان کی نظر میں انتہائی معیوب ترین بات ہوتی ہے۔

مسلمان ہندوستان کی سب سے بڑی اقلیت ہیں اور پوری دنیا میں انہیں پیشہ و کار کے بعد ہندوستان دوسرا ملک ہے جہاں مسلمانوں کی اکثریت پائی جاتی ہے۔

2011ء کی مردم شماری کے اعداد و شمار کے مطابق مسلمانوں میں ناخواندگی کا فیصد 42% ہے جو کہ پورے ملک کی ناخواندگی کی شرح سے بھی زیادہ ہے۔ ہندوستان کی 67 ملین مسلم خواتین میں ناخواندگی کا فیصد 41% ہے اس سے زیادہ طلبہ ناک اعداد و شمار مسلمان خواتین اور غیر مسلم خواتین کے درمیان ناخواندگی کا فرق ہے۔ گریجویٹس مسلم خواتین اور غیر مسلم گریجویٹس میں 63% کا فرق ہے اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مسلم خواتین کی کثیر تعداد گریجویٹس تک بھی تعلیم حاصل نہیں کر پاتی ہیں مزید افسوسناک بات یہ کہ یہ فرق دسویں تک تعلیم حاصل کرنے والی غیر مسلم اور مسلم خواتین میں 35% ہے یہ مسلمان خواتین کی اہتر ترین تعلیمی صورتحال ہے۔

مسلم لڑکیوں کی شرح ناخواندگی میں اضافے کے لئے چند عملی تجاویز:-

- 1) لڑکیوں کے والدین، سرپرستوں اور خصوصاً مکمل مسلم معاشرہ میں تعلیم کی ضرورت و اہمیت پر شعور کو بیدار کرنے کے لئے مہمات چلائی جائیں۔
- 2) لڑکیوں کی تعلیمی ترقی سے متعلق حکومت ہند اور ریاستی حکومت کے تحت چلائی جانے والی مختلف اسکیمیں وغیرہ سے لڑکیوں اور ان کے والدین کو واقف کرایا جائے تاکہ ان کے معاشی مسائل لڑکیوں کی تعلیمی ترقی کی راہ میں رکاوٹ نہ بن سکیں۔
- 3) لڑکیوں کے اندر اس بات کا حوصلہ اور عزم پیدا کرنا کہ اپنی زندگی کے کسی بھی مرحلہ پر وہ اعلیٰ تعلیم کے حصول کو ممکن یا ضرورت کی کاباحت بالکل نہ سمجھیں جب بھی حالات زندگی اس بات کا موقع دیں کہ وہ اپنی مکمل تعلیم کو مکمل کر سکیں تو انہیں ضرور اپنی تعلیم مکمل کرنی چاہئے۔
- 4) لڑکیوں کو چاہئے کہ اگر گریجویٹ لڑکی بننا ہی چاہئے تو اپنی تعلیم مکمل کرنا ممکن نہ ہو تو قلمی طرز تعلیم کے ذریعہ تعلیم مکمل کریں، اپنی صلاحیتوں کے مطابق اپنے آپ کو نئے نئے فن سے آراستہ کریں۔ ضروری نہیں کہ گھر سے باہر جا کر روزگار تلاش کریں، آج Small Scale Industry کے تحت ملنے والی تمام چھوٹی صنعتوں کا آغاز گھر

سے ہی ہوتا ہے، وہ لڑکیاں جو گھروں سے باہر یا شہر وغیرہ نہیں جاسکتیں وہ گھر بیٹھے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منو سکتی ہیں۔

5) امت مسلمہ کے قائدین، علمائے دین اور دانشوروں کو اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ لڑکیوں اور والدین کو درپیش عملی مسائل کا سدباب کریں، ان کی کونسلنگ کریں، اعلیٰ تعلیم کے لئے ان کی رہنمائی کریں، معاشی وسائل کے لئے کوئی مخصوص فنڈس جمع کریں اور انہیں امت مسلمہ کی تعلیمی ترقی کے لئے صرف کریں۔ اس ضمن میں BETI Foundation کی کوشش لائق تحسین ہے۔

BETI Foundation: Better Education Through Innovation کا قیام مارچ 2000ء میں مل میں ایسا عزم کے ساتھ کئی گھنٹے ہونے عزم و پسماندہ طبقات کی لڑکیوں کی زندگیوں کو تعلیم کی روشنی سے منور کیا جائے، "بینی فاؤنڈیشن" کا آغاز ابتدا میں AED - Academy for Educational Development، واشنگٹن کے تحت تعلیم نسوان کے فروغ کے لئے 1999ء میں Development Technology- WID-TECH(USA) Women in Development کے مانی تعاون سے عمل میں لایا گیا۔ اکتوبر 2001ء میں USAID کے مانی عطیات فراہم کرنے کی اہم کے انتظام تک یہ فاؤنڈیشن ایک علیحدہ کردہ پروجیکٹ سے Self reliant foundation میں تبدیل ہو گیا۔

اکابرین و قائدین امت مسلمہ کو ایسے اداروں کا قیام عمل میں لانا چاہئے اور عملی طور پر امت مسلمہ کو درپیش مسائل کے حل کی طرف توجہ دینی ہوگی تو یقیناً خواتین کے شرح ناخواندگی میں نمایاں اضافہ دیکھنے کو ملے گا۔

تمام مسلم لڑکیوں کو ان کے والدین اور سرپرستوں کو یہ بات سمجھنی چاہئے کہ تعلیم صرف روزگار فراہم نہیں کرتی بلکہ یہ آگاہی اور شعور عطا کرتی ہے، اپنی زندگی میں درپیش تمام مسائل کا صحیح حل تلاش کرنے کی ہمت، صلاحیت اور صبر عطا کرتی ہے۔ تعلیم انفرادیت اور اجتماعیت میں ہم آہنگی پیدا کرتی ہے اس حیثیت سے یہ فرد اور معاشرہ کی بنیادی ضرورت ہے، تعلیم ہی وہ جھنجھوڑ ہے جسے استعمال کر کے معاشرہ تہذیب و ثقافت کی حفاظت کرتا ہے اور خصوصاً عورت کی تعلیم ایک نسل کے اعتقادات و تصورات، روایات و قدرات تہذیب و تمدن، علوم و فنون، خانہ دہانی پیشہ روزانہ خواہشات اور دلچسپیاں وغیرہ کو آگاہی نسوان تک منتقل کرنے میں ایک نمایاں کردار ادا کرتی ہیں۔

لڑکیوں کی تعلیم کے تئیں ہم قرون اولیٰ کی خواتین کو یہ چاہئے کہ وہ اہلس تو حضرت عائشہؓ کی عظیم الشان مثال ہمارے سامنے آتی ہے انہوں نے اپنی آنے والی نسلوں پر یہ احسان کیا کہ رسول سے ہر مسئلہ باریک بینی کے ساتھ سیکھ کر ان کے روز و رات کو امت تک پہنچایا۔ عمارت کا آپ سے زیادہ مروی ہونا، ساتھ ہی ساتھ مختلف علوم میں (جو اس وقت موجود تھے) آپ کا ماہر ہونا اس بات کی اہمیت کو واضح کرتا ہے کہ اسلام اس کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ لڑکیاں علم کے میدان میں آگے جائیں تاکہ مسلم لڑکی اپنی ہم عصروں کی بنا کر اپنے آپ کو پیچھے نہ رکھیں، اس امت کو ابھی ماؤں کی ضرورت ہے جو محمد بن قاسم، زینب العزالی اور مولانا مودودی جیسے مجدد اور رواقی پیدا کر سکیں۔ حضرت عائشہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت شفا بنت عبد اللہؓ، حضرت حفصہؓ، حضرت ام سلمیٰؓ اور کئی ہی ایسی مثالیں ہیں جنہوں نے اس امت کو اپنی خدمات پیش کی ہیں ایسی خواتین کی طرح آج کی ان لڑکیوں کو ہونا ہے تاکہ کئی اسلام کا ایک بہتر مستقبل بن سکے جہاں کامیابیاں ہماری ضمانت ہوں۔

دیکھئے تو زمانے کو اگر اپنی نظر سے افلاک منور ہوں ترے نور سحر سے

(علامہ اقبال)